''نسیم الریاض'' کے موضوعات سیرت ﷺ میں تنوع کے مظاہر۔ تحقیقی جائزہ

رضیہ نور *

شیر علی **

رسول اکرم ﷺ کی زندگی ایک متنوع، ہمہ گیر اور ہمہ جہت زندگی تھی۔ آپ ﷺ کی زندگی میں وہ جامعیت ہے جو آپ ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو میں عیاں ہے، چاہے اس کا تعلق آپ ﷺ کی عائلی زندگی سے ہو یا معاشی سے، معاشرتی ہو یا سیاسی سے، معلم ہوں یا مبلغ، تاجر ہوں یا حکمران، غرض اس کی نظیر آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے ہر پہلو میں ملتی ہے۔ سیرت نگاروں نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے ان تمام پہلوؤں پر کتب تالیف کیں۔ اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ پر مفصل کتب بھی لکھیں گیئں، ان کتب میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے واقعات کو تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات کو بھی شامل کیا گیا۔ یوں سیرت طیبہ کے اگر موضوعات پر نظر ڈالیں تو سیرت نگاروں نے ابتداء میں صرف مغازی کو بیان کیا جس میں نبی اکرم ﷺ کے غزوات سے متعلق روایات جمع کی گئی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ سیرت نگاروں نے ہر موضوع کو اس میں شامل کیا، یعنی تفاسیر و احادیث، آثار و اخبار، سیر و مغازی، دلائل و شمائل، انساب و رجال، تواریخ الحرمین الشریفین، جغرافیہ و تاریخ، تہذیب و ثقافت، فنون و ادبیات، اطلس و خرائط اور اماکن کو سیرت طیبہ میں بیان کیا۔ گویا سیرت طیبہ میں ہر لحاظ سے تنوع پایا جاتا ہے۔

تعارف

''نسیم الریاض'' کتاب شفاء کی سب سے اہم اور ضخیم شرح ہے۔ اس کے مولف شہاب الدین خفاجیؒ (۹۷۷ھ-۱۰۶۵ھ) ہیں۔ آپ مصری اور حنفی ہیں (۱) آپ نے اپنے عہد کے جید علماء کرام سے فیض حاصل کیا۔ آپ بیک وقت تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ، شعر و ادب، ریاضی، منطق اور دیگر علوم میں ماہر تھے۔ آپ کو فقہ حنفی میں بہت اعلی مقام حاصل تھا۔ آپ مصر میں قضاء کے اعلی عہدوں پر فائز رہے۔ (۲)

''نسیم الریاض'' شمائل نبوی ﷺ پر ایک اہم شرح ہے۔ علامہ خفاجیؒ نے نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو کو نہایت باریکی سے بیان کرتے ہوئے اس میں متعدد موضوعات بیان کئے ہیں جو ''نسیم الریاض'' کے تنوع کو ظاہر کرتے ہیں۔ ''نسیم الریاض'' میں موضوعاتی، مصادری، بلاغی، استنباطی اور معلوماتی تنوع کے مظاہر جا بجا موجود ہیں۔

''نسیم الریاض'' میں تنوع کے مظاہر کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان

موضوعاتی تنوع:

''نسیم الریاض'' بنیادی طور پر سیرت کی کتاب ہے اوران کے مضامین کا تعلق سیرت سے ہی ہے مگراس کے مضامین کا حسن یہ ہے کہ موئف نے اس میں مسائل اعتقادیہ وکلامیہ، مسائل فقہیہ اجتہادی، اصول حدیث کے مباحث اور مسائل اصولیہ فقہیہ کے مضامین کو بیان کیا ہے جس سے ''نسیم الریاض'' کے مضامین میں تنوع ظاہر ہوتا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ مسائل اعتقادیہ کلامیہ کی مباحث:

علامہ خفاجیؒ نے ''نسیم الریاض'' میں اعتقادی وکلامی مباحث بھی بیان کئے ہیں مؤلف ان مباحث کو ذکر کرتے ہوئے مختلف مکاتب فکر کی آراء بیان کرکے ان کی تصحیح یا تردید بھی کرتے ہیں۔

☆ رؤیت باری تعالیٰ علم کلام کا ایک مہتمم بالشان مسئلہ ہے علامہ خفاجی نے اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے سلف کے اختلاف کو بیان کیا ہے۔

رؤیت کے وہی قائل ہیں جو اسراء کو جسم کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور رؤیت کو نظر سے خاص کرتے ہیں حضرت عائشہؓ اس کی منکر ہیں، ان سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں جو شخص یہ کہے کہ محمدﷺ نے خدا کو دیکھا تھا، وہ جھوٹا ہے(۳) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿لا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (۴)

ترجمہ: ''آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتی''

معتزلہ نے بھی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے رؤیت کی مطلقاً نفی کی ہے۔ جبکہ اہل سنت نے اس کو رد کیا ہے۔ محدثین اور علماء کی ایک جماعت اس کی قائل ہے(۵) مشہور روایت کے مطابق عبداللہؓ بن مسعود کا بھی یہی قول ہے(۶) اور یہ حضرت ابو ہریرۃؓ سے بھی مروی ہے ان کا خیال کہ رسول اللہﷺ نے خدا کی بجائے حضرت جبرائیلؑ کو دیکھا تھا(۷) مگر ان سے دوسرا قول بھی منقول ہے، محدثین، فقہا اور متکلمین کی ایک جماعت دنیا میں اللہ کی رویت کے منکر ہیں اہل سنت اور معتزلہ میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔(۸)

مگر ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا(۹) عطاء سے

روایت ہے کہ اپنے دل سے دیکھا (۱۰) اور ابوالعالیۃ سے ہے کہ اپنے دل سے دومرتبہ دیکھا (۱۱) ابن اسحاق کی روایت بیان کی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف ایک شخص کو بھیجا کر کہ وہ آپؓ سے پوچھے کہ کیا حضورﷺ نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو کلام، حضرت ابراہیمؑ کو اپنی دوستی اور حضرت محمدﷺ کو اپنے دیدار کا شرف بخشا (۱۲) یہ متعدد طرق سے مروی ہے حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی﴾ (۱۳)

ترجمہ: ''جو کچھ اس نے دیکھا اس کے دل نے اسے جھوٹ نا جانا۔''

﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی﴾ (۱۴)

ترجمہ: ''اس نے اس کو ایک اور بار دیکھا''

علامہ خفاجیؒ کہتے ہیں ان آیات سے اور احادیث صحیحہ سے لیلۃ الاسراء میں رؤیت باری تعالیٰ کو دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے اور جہاں تک حضرت عائشہؓ کے انکار کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے اس کے جواب میں کئی وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنکھ سے ادراک مطلق رویت نہیں ہے بلکہ رؤیت اردگرد کو دیکھنے کا احاطہ ہے کیونکہ حقیقت کا ادراک کسی جگہ سے ملحق اور وصول ہونے میں ہے۔ (۱۵)

امام ابوالحسن الماروی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے کلام اور رویت کو حضرت موسیٰؑ اور محمدﷺ کے درمیان تقسیم کر دیا تھا، پس محمدﷺ نے اللہ کو دو بار دیکھا اور حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے دو بار کلام کیا (۱۶) ابوالفتح رازی اور ابواللیث سمرقندی نے بھی اس کی حکایت کی ہے عبداللہ بن حارث روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن عباسؓ اور کعبؓ اکٹھے ہوئے تو ابن عباسؓ نے کہا ''ہم بنو ہاشم یہ کہتے ہیں کہ محمدﷺ نے اللہ کو دو بار دیکھا، یہ سن کر حضرت کعبؓ بہت مسرور ہوئے اور انہوں نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رؤیت وکلام کو محمدﷺ اور موسیٰؑ کے مابین تقسیم کر دیا تھا (۱۷) اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوذرؓ کی روایت (محمدﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا) سمرقندی، محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس کے ہاں نبی اکرمﷺ نے آنکھ کی بجائے قلب سے دیکھا (۱۸) پس علامہ خفاجیؒ اس کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے دیکھنے کے منکر ہیں، یا وہ اس کے موافق ہے کہ رؤیت بالقلب آنکھوں سے دیکھنے کے منافی نہیں۔ (۱۹)

حضرت معاذؓ نے آپﷺ سے روایت کی کہ میں نے خدا کو دیکھا ہے (۲۰) حسن بصری قسم کھا کر کہتے

تھے کہ محمد ﷺ نے اپنے خدا کو دیکھا، عکرمہ سے بھی اس کی روایت کی گئی، امام احمدؒ فرماتے تھے کہ میری رائے حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔(۲۱)

اوپر جو آیت نقل کی گئی ہے اس کی تاویل میں اختلاف ہے ابن عباسؓ اور عکرمہ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے قلب سے خدائی ذوالجلال کا مشاہدہ کیا اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اس آیت میں آپ ﷺ کے حضرت جبرائیلؑ کو دیکھنے کا ذکر ہے،(۲۲) عطا نے

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ﴾ (۲۳)

ترجمہ: (اے محمد) کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا۔ کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ رؤیت کے لئے اور حضرت موسیٰؑ کا سینہ کلام کے لیے کھول دیا گیا، امام ابوالحسنؒ اشعری فرماتے ہیں کہ ''دوسرے انبیاء کرام کو جو معجزے دیئے گئے اس طرح کے معجزے ہمارے رسول ﷺ کو بھی دیئے گئے، مزید برآں آپ ﷺ رؤیت سے بھی سرفراز کئے گئے۔

سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ ''نہ میں یہی کہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے خدا کو دیکھا تھا، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے نہیں دیکھا تھا''۔(۲۴) ہمارے بعض مشائخ نے بھی اس بارے میں سکوت وتوقف اختیار کیا ہے ان کے خیال میں رؤیت کی کوئی واضح اور صریح دلیل موجود نہیں مگر یہ عقلاً محال نہیں ہے، یہ نسفی کی رائے ہے (۲۵)۔ ہمارے نزدیک دنیا میں رؤیت کے جواز وامکان میں کوئی شبہ نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے اس کا سوال کیا تھا۔(۲۶)

دوسرا حضرت ابراہیمؑ کا سوال کرنا موت اور زندگی کا اطمینان قلب کے لئے تھا۔(۲۷) ظاہر ہے کہ کوئی نبی اس بات سے ناقف نہیں ہوسکتا کہ کون سی چیز اللہ کے لئے روا اور ممکن ہے اور کون سی چیز اس کے لئے ناروا ومحال ہے اس لئے ان کا سوال ایک جائز اور ممکن چیز کے لئے تھا جو لوگ رویت کو محال قرار دیتے ہیں ان کے لئے ''لن ترانی''(۲۸) اور ''تبت الیک''(۲۹) سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ پہلا ٹکڑا عام نہیں ہوا بلکہ یہ صرف حضرت موسیٰؑ کے لئے خاص تھا۔

نیز جو لوگ اس کا یہ مفہوم بتاتے ہیں کہ تم مجھ کو ہرگز دنیا میں نہیں دیکھ سکتے وہ ایک تاویل ہے اور رؤیت کے ناممکن ہونے کی اس میں کوئی صراحت نہیں ہے اور جب معاملہ تاویلات اور احتمالات تک پہنچ جائے تو اس سے

کوئی قطعی دلیل قائم ہونے کی گنجائش نہیں رہتی، رہی حضرت موسیٰ کی توبہ تو وہ اس بنا پر تھی کہ انہوں نے ایک ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو اللہ نے ان کے لئے مقدر نہیں کی تھی۔(۳۰)

بعض سلف اور متاخرین رؤیت کو دنیا میں اس لئے محال خیال کرتے ہیں کہ اہل دنیا کے اجسام واعضاء کی ترکیب ضعف پر ہوتی ہے، نیز ان میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور وہ حوادث جو آفات سے بھی دوچار ہوتے ہیں، اور موت کا نشانہ بن جاتے ہیں اس لئے رؤیت پر ان کو قوت نہیں ہوتی، لیکن عالم آخرت میں جب ان کے اجسام کی دوسری ترکیب کی جائے گی اور ان کو باقی رہنے والے قوی عطاء کئے جائیں گے، اور ان کی آنکھوں اور دلوں کی روشنی مکمل ہو جائے گی تو وہ رویت پر قادر ہو جائیں گے، امام مالکؒ سے بھی اسی طرح کا قول مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کو نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ وہ باقی رہنے والا ہے، اور باقی کو فانی کے ذریعہ نہیں دیکھا جا سکتا پس جب آخرت میں لوگوں کو باقی رہنے والی نگاہیں بخشی جائیں گی تو باقی کو باقی کے ذریعے دیکھا جا سکے گا۔ یہ نہایت اچھا اور عمدہ قول ہے اس میں رؤیت کے محال ہونے کی دلیل ضعف قدرت کے اعتبار سے بتائی گئی ہے سو اللہ اپنے جس بندے کو چاہے قدرت دے دے اور وہ رؤیت کا بار گراں اٹھانے کا متحمل ہو جائے تو اس کے لئے رویت ناممکن نہ ہوگی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی نگاہوں کو یہ قوت بخشی گئی تھی۔(۳۱)

بہر حال رویت کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں، اب رہا نبی اکرم ﷺ کی رویت کا معاملہ تو اس کا نہ قطعی ثبوت ہے اور نہ یہ صراحتہ ثابت ہی ہے اس لئے کہ سارا دار ومدار صرف سورہ نجم کی دو آیتوں پر ہے جن کی تاویل میں سلف سے اختلاف چلا آ رہا ہے، اس لئے احتمال دونوں باتوں کا ہے، اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ سے خود کوئی قطعی اور متواتر حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے صرف ان کے اپنے مسلک کا پتہ چلتا ہے۔ وہ مسند نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓ کی حدیث کا بھی یہی حال ہے، رہی حضرت معاذؓ کی حدیث تو اس کی تاویل میں احتمال ہے، نیز اس کی سندوں اور متن میں اضطراب ہے اس مسئلہ میں حضرت ابوذرؓ سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے، مگر اس کے الفاظ میں اختلاف اور معنی میں احتمال اشکال ہے اس کی روایت دو طرح سے کی گئی ہے۔(۱۔ نـــورانـــی اراہ)(۳۲) اللہ تعالیٰ تو نور ہے ہیں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔(۲۔ رایـــت نـــوراً)(۳۳) یعنی میں نے نور دیکھا، ایسی صورت میں ان کی حدیث سے رویت کی صحت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا، اگر آخری صورت کو صحیح مانا جائے تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ آپ ﷺ نے اللہ کو نہیں دیکھا، بلکہ ایک نور دیکھا جو خدا کی رؤیت میں حجاب بن گیا، اسی طرح پہلی روایت کے مطابق مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ کو میں کیسے دیکھ سکتا ہوں جبکہ نور کا

حجاب درمیان میں تھا ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خدا کو دونوں آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ اپنے قلب سے دیکھا کیونکہ اللہ نگاہ کے ادراک کو دل میں پیدا کرنے پر قادر ہے۔(۳۴)

علامہ خفاجیؒ کے بقول احادیث رؤیت میں تعارض کا جو اشارہ ہے وہ تطبیق کا محتاج ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا جب آپ ﷺ معراج پہ تشریف لے گئے، جیسے اکثر صحابہ اس طرف گئے ہیں۔ یہ صحیح اور راجح ہے اور اس کے خلاف بھی روایت وارد ہے کہ یہ امر غیر قطعی ہے پس اس پر اعتراض ہے۔ پس کتنے امر ایسے ہیں جن کو ہم جانتے نہیں اور ہم اسے لازمی سمجھتے ہیں اور وہ نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث متواتر میں۔(۳۵) گویا علامہ خفاجیؒ نے نہ تو احادیث میں تطبیق دی اور نہ ہی کسی رائے کو ترجیح دی بس ان کو بیان کرنے پر اکتفا کیا۔

اس کے علاوہ علامہ خفاجیؒ نے ملائکہ کی ہیئت (۳۶) انبیاء کرام علیہ سلام کے معصوم عن الخطا ہونے (۳۷) جیسے موضوعات پر مختلف مکاتب فکر کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں۔ گویا علامہ خفاجیؒ نے ''نسیم الریاض'' میں کلامی مباحث کو نہ صرف بیان کیا بلکہ ان کو بیان کرتے ہوئے اہلسنت، معتزلہ اور دیگر فرقوں کے عقائد کو بھی ذکر کرتے ہیں اور ان کے دلائل کو بھی بیان کرتے ہیں اس سے مولف کی علم الکلام میں مہارت ظاہر ہوتی ہے۔

۲۔ مسائل فقہیہ اجتہادیہ کے مباحث:

علامہ خفاجیؒ ''نسیم الریاض'' میں واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے مضامین سے فقہی واجتہادی مباحث کو بھی بیان کیا ہے اور اس بارے میں فقہاء کرام اور مذاہب اربع کی آراء کو بھی ذکر کرتے ہیں جس سے ''نسیم الریاض'' کے مضامین کے متنوع ہونے کا پتہ ملتا ہے اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

☆ حضرت بریدہؓ کی روایت کہ جب ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے کوئی نشانی مانگی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ سامنے کے درخت سے کہو کہ تجھ کو رسول ﷺ بلاتے ہیں......اعرابی نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ ﷺ کے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسہ دوں آپ ﷺ نے اس کو اجازت دیدی (۳۸)

اس روایت سے مولف نے ہاتھ اور پاؤں کی تقبیل کے بارے میں فقہی مسئلہ اخذ کیا ہے۔

پس اس سے یہ دلیل ہے ہاتھ اور پاؤں کے بوسے کے جواز کی، کہ فاضل کا مفضول کے لئے اس کے زہد اور اس کی نیکی کی وجہ سے یا اس کے علم اور اس کے شرف کی وجہ سے، یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ اس کی تعظیم دینی امر ہے جیسے کہ النووی نے اذکار میں کہا کہ اگر یہ دنیوی امر کے لئے ہو یہ پس وہ مکروہ ہے(۳۹)۔

آئمہ شافعیہ نے متولی کی تقبیل کو رد کیا ہے عدم جواز کا اطلاق کرتے ہوئے۔ (۴۰)

☆ روایت ہے کہ نجاشی (بادشاہ حبش) کا جنازہ آپ ﷺ کے پیش نظر کیا گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (۴۱) علامہ خفاجیؒ نے اس روایت سے غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں فقہاء کرام کی آراء اور ان کے دلائل ذکر کیے ہیں۔

مولف نے خصائص الکبری کی روایت بیان کی کہ ''آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو نجاشی کی موت کی اطلاع دی اور اپنے صحابہ کے ساتھ نکلے اور چار تکبیرات کہیں اور صحیحین سے صلاۃ ثابت ہے۔(۴۲)

امام احمدؒ نے مام شافعیؒ اور بعض سلف کی رائے یہ ہے کہ میت کے لئے جو نماز ہے وہ دعا ہے پس کیسے اس کے لئے دعا نہ کی جائے اور وہ غائب ہو یا قبر میں ہو۔ جیسے حاضر کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

حنفیہ اور مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ شرع میں ایسا نہیں ہے اور بعض اس صورت میں اس کے جواز کے قائل ہیں کہ یہ قبلہ کی جہت میں ہو بغیر اس کو پیٹھ کیے ہوئے۔

علامہ خفاجیؒ نے اس قصے میں ان امور کو اخذ کیا۔

۱۔ اس زمین پر اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو اس بارے میں شرع کیا ہے۔

خطابیؒ کی رائے یہ ہے کہ ایسی زمین پر انتقال ہوا جو میت کی نماز جنازہ کے بارے میں نہیں جانتے جیسے اہل شرک کے ملک، اس صورت میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔

اسی طرح ابوداؤد کی رائے ہے کہ: اگر وہ وہاں انتقال کر جائے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے حق کے لئے کھڑے ہوں نماز جنازہ میں اگر وہ جان لیں کہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی گئی تو غائب کی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی اور اگر کسی عذر کی بنا پر نہ پڑھی گئی، مسافت کی دوری کی وجہ سے ترک نہیں کی جائے گی۔

ایک رائے کہ یہ نبی اکرم ﷺ سے مخصوص ہے اس روایت کی رو سے کہ ''جب انہیں زمین میں دفن کیا حتیٰ کہ میں نے نجاشی کو دیکھ لیا۔''

اور اس کو رد کیا کہ جب افعال دین میں سے کوئی چیز واقع ہوتی ہے تو ہم اس کی اتباع کرتے ہیں اور

جہاں تک تخصیص کا تعلق ہے اس کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ابن حجر کا قول بیان کیا: کہ ہمارے نبی ﷺ اس کے اہل ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے اٹھایا جائے یا پیش کیا جائے آپ ﷺ اس سے بھی بڑے پر قادر ہیں۔

کرمانیؒ کا قول: پردہ اٹھنا ممنوع ہے اور غائب صحابہؓ کے حق میں ہے جنھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

مولف نے اس کی تائید میں حدیث بیان کی جو مجمع ابن حارثہ میں ہے۔''پس ہماری صف کے پیچھے صفیں تھیں مگر ہم کچھ نہیں دیکھتے تھے۔

حنیفہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ میت کو امام دیکھتا ہے اور ماموم نہیں دیکھتے پس یہ اتفاقاً جائز ہے۔

مولف کہتے ہیں نزاع دیکھنے یا نہ دیکھنے کے بارے میں نہیں ہے اور نہ ہی یہ جنازہ کی نماز کی صحت کے لئے شرط ہے بلکہ نزاع اس مسئلے میں ہے کہ میت ایک ملک میں ہو اور اس کے جنازہ کی نماز دوسری جگہ پڑھی جائے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس کی چارپائی اٹھائی گئی اور نبی اکرم ﷺ کے پاس رکھی گئی تو یہ غائب نہیں ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے اس بحث سے تین امور اخذ کئے ہیں۔

ایک: نبی اکرم ﷺ کو ان کی موت کا علم تھا اور وہ حبشہ میں اور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ مدینہ میں تھے۔یہ شافعیہ کی دلیل ہے۔

دوسرا: کہ اگر ان کی چارپائی اٹھائی گئی یا ان کی روح اور وہ اس جگہ میں تھے اور پردہ اٹھایا گیا پس یہ ایسے ہی ہے جیسے غائب کی نماز جنازہ،نقل صحیح سے ہم اس کی مدعی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

تیسرا: کہ ان کا جثہ اٹھایا گیا نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش ہوا پس آپ ﷺ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور وہ حاضر کی نماز تھی اور کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ وارد ہے اور نہ یہ ثابت ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ دلیل فاسد ہے اس کی کوئی وجہ نہیں۔

لیکن مصنف نے اس دلیل کے لئے حدیث معاویہ سے نبی اکرم ﷺ کی قوت بصر کے لئے استدلال کیا۔

انس بن مالکؓ سے روایت ے کہ جبرائیلؑ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نازل ہوئے پس کہا: اے محمد معاویہ بن معاویہ لیثی انتقال کر گئے کیا آپ پسند کریں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں پس جبرائیلؑ نے اپنے پر زمین پر مارے پس درختوں اور جھاڑیوں میں سے کچھ باقی نہ رہا۔پس زمین برابر ہوگئی

اوراس پر چار پائی رکھی گئی حتیٰ کہ اس کی طرف نظر گئی پس اس کی نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے پیچھے ملائکہ کی صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار ملائکہ تھے۔ پس آپ ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا: انہوں نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا قل ھواللہ احد سے محبت کی بنا پر اوراس کی قرأت کرتے آتے جاتے، چلتے، کھڑے ہوتے اور بیٹھتے (۴۳)

علامہ خفاجیؒ نے اس قصہ کو امر خارق عادت پر محمول کیا ہے (۴۴)

ان امثال سے ''نسیم الریاض'' میں فقہی مباحث کا پتہ چلتا ہے۔ طوالت سے اختصار کے پیش نظر ان دو مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

اصول حدیث کے مباحث:

سیرت طیبہ کا ایک اہم منبع احادیث مبارکہ ہیں ان احادیث کی جانچ کے اصولوں کو سیرت نگاروں نے واقعات سیرت بیان کرتے ہوئے مدنظر رکھا اور کتب سیرت میں ان کو بیان بھی کیا۔ علامہ خفاجیؒ نے بھی ''نسیم الریاض'' میں بعض جگہوں پر ان کی وضاحت کی ہے اوران کے ساتھ حدیث کو بیان کرتے ہوئے اسکی قسم کا بھی اطلاق کیا ہے ان اقسام میں منتہی کے اعتبار سے، عدد کے اعتبار سے، راویوں کی صفات کے اعتبار سے، راوی کے سقوط اور عدم سقوط کے اعتبار سے شامل ہیں اس انداز کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

☆ علامہ خفاجیؒ نے اصول حدیث کے مباحث کے ضمن میں ضعیف حدیث کے حوالے سے علماء کرام کی آراء بیان کی ہیں۔

النووی نے الأذکار میں کہا: فقہاء اور محدثین ذکر کرتے ہیں کہ یہ جائز ہے کہ فضائل اور ترغیب وترھیب میں ضعیف حدیث پر عمل مستحب ہے لیکن موضوع پر عمل نہیں ہے اور جہاں تک احکام کا تعلق ہے جیسے حلال وحرام پس اس میں عمل نہیں کیا جائے گا سوائے صحیح یا حسن کے۔

ابن العربی مالکی نے اس میں مخالفت کی ہے کہ ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا اور سخاوی نے اپنی کتاب القول البدیع میں کہا: ہم نے اپنے شیخ ابن حجرؒ سے کئی بار سنا کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرائط ہیں۔

پہلی: متفق علیہ ہو، اور وہ ضعف اتنا شدید نہ ہو جیسے ایسی حدیث کہ اس میں کذابین اور متہمین جو متہم فحش غلطی کے ساتھ منفرد نہ ہوں

دوسری: کہ ایسے اصل عام کے تحت داخل ہو کہ اس سے ایسے طریقے سے نکلے کہ اس کی کوئی اصل نہ ہو۔

تیسری: عمل کرتے وقت حضورﷺ سے ثبوت کا اعتقاد نہ کیا جائے کیونکہ شائد نبی اکرمﷺ کی طرف منسوب ہو جو انہوں نے نہ کیا ہو۔

دوسری اور تیسری شرط ابن عبدالسلام اور ابن رقیق العید نے بیان کی اور پہلی العلائی سے نقل کی ہے اور امام احمد کی اس بارے میں یہ رائے ہے کہ: اس پر عمل کیا جائے گا جب اس کے علاوہ نہ پائی جائے ان سے ایک روایت ہے کہ ضعیف حدیث مجھے آدمیوں کی رائے سے زیادہ محبوب ہے ابن حزم نے اجماع بیان کیا اس پر کہ مذہب ابی حنفیہ میں یہ بات ہے کہ: ضعیف حدیث ان کے ہاں اولیٰ ہے رائے اور قیاس سے جب اس بارے میں حدیث نہ پائی جائے۔

پس اس بحث سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل سے متعلق تین مذاہب ہیں۔

۱۔ مطلق عمل نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ مطلق عمل کیا جائے گا۔

۳۔ فضائل میں شرط کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔

ابن الصلاح نے قید لگائی ہے ضعیف روایت پر عمل کے جواز میں کہ حقیقت میں اس کی سچائی کا احتمال موجود ہے۔ احتمال میں اس کی شرط ہے کہ یہ قوی ہو یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام مسلم کا کلام ظاہر ہے کہ اگر یہ احتمال قوی نہیں ہوگا تو اس پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ (۴۵)

☆ مولف جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو اس حدیث کی قسم کا بھی اس پر اطلاق کرتے ہیں جیسے بیمار کی عیادت کے بارے میں کہ تین دن کے بعد عیادت نہ کی جائے۔ مولف اس بارے میں کہتے ہیں۔ اس بارے میں یہ

ضعیف حدیث ہے اور شیخ رملی نے کہا یہ موضوع ہے۔ (۴۶)

ابن حباب کی روایت: کہ نبی اکرمﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا:

''اللھم صل علی محمد وانزلہ المنزل المقرب عندک یوم القیامۃ.'' (۴۷)

ترجمہ: اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

علامہ خفاجیؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں۔

''فھو معضل لا مرسل.'' (۴۸)

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ''اللہ عزوجل کے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں تاکہ وہ میرے حضور میری امت کا سلام پہنچائیں۔'' (۴۹)

علامہ خفاجیؒ نے اس حدیث کے بارے میں بیان کیا ''ولیس ھذا الحدیث موقوفاً، بل ھو مرفوع'' (۵۰)

ترجمہ: یہ حدیث موقوف نہیں بلکہ مرفوع ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک محدث کی طرح احادیث کو ذکر کرکے ان کی اقسام بھی بیان کر دیں۔

اصول فقہ کے مباحث:

''نسیم الریاض'' میں مؤلف نے اصول فقہ کے مباحث بھی بیان کیے ہیں۔ واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے۔علامہ خفاجیؒ نے اجتہاد، اجماع، سدذرائع وغیرہ پر بحث کی ہے۔ پھر مضامین پر اصول فقہ کا اطلاق بھی کرتے ہیں۔قواعد کو بھی بیان کرتے ہیں۔

☆ نبی اکرم ﷺ کے اجتہاد کرنے سے متعلق روایات ذکر کرتے ہوئے مؤلف نے اجتہاد پر بحث کی ہے جیسے

اجتہاد افتعال کے وزن پر ہے۔ جہد سے نکلا ہے اور وہ طاقت اور گھیرنے کے معنوں میں آتا ہے اور اس کے ذریعے مطلوب کو حاصل کیا جاتا ہے اور اس حکم کو حاصل کیا جاتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے اور اس کی طرف التفات کر کے دین کے قواعد نکالے جاتے ہیں جس معاملے میں وحی نازل نہیں ہوئی محققین اس میں اجتہاد کے جواز کی طرف گئے ہیں اور یہ صحیح قول ہے۔

پھر کیا خطا کے وقوع کا جواز ہے اس میں جس نے اجتہاد کیا؟ بعض نے منع کیا ہے اور بعض نے اسے جائز کہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے خطاء کے عدم اقرار پر اتفاق ہے اس کو اکثر اصولین نے راجح کیا ہے اور ان میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں اور انہوں نے اصلاً اجتہاد میں عدم وقوع خطا کو ترجیح دی ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے اجتہاد کے جواز کے حق میں اس حدیث سے دلیل دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمی اپنی وراثت کا جھگڑا لے کر آئے ....(۵۱)

اور جو اجتہاد کے خلاف ہیں ان کی دلیل یہ آیت ہے۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى﴾ (۵۲)

ترجمہ: ''وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔''

یا یہ حروب کے لیے خاص ہے۔

جو وحی میں اجتہاد کا حکم ہے اس سے قیاس کا استنباط ہوتا ہے۔ یہ خواہش نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ کا قول ''لاادری'' بعض موقعوں پر قیاس کے عدم ظہور کے منافی نہیں ہے۔

اور قیاس وجہ کی طرف مستند ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾ (۵۳)

ترجمہ: ''سو عبرت پکڑو اے آنکھ والو''

نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جو اجتہاد فرمایا اس میں جنگ بدر کے قیدیوں کا معاملہ (۵۴)،غزوہ تبوک میں منافقین کا جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کا معاملہ (۵۵) کی مثالیں مولف نے بیان کی ہیں۔اس کے علاوہ علامہ خفاجیؒ نے سد ذرائع (۵۶) اور دیگر اصطلاحات کی تعریف اور اقسام ذکر کی ہیں۔

مؤلف نے احکام شریعت کے ماخذ کی وضاحت کے ساتھ اصول فقہ کے قواعد کو بھی بیان کیا ہے اس کی چند امثال درج ذیل ہیں۔

لأن الضرورات تبیح المحظورات

علامہ خفاجیؒ نے اس قاعدے کو ذکر کیا کہ ضرورت محظورات کو مباح کرتی ہے جیسے صلوٰۃ القصر ،اور تیمّم کو بھی مخصوص کرتی ہے ضرورت کے وقت یہ بھی اس قاعدے کی تائید کرتی ہے۔ (۵۷)

☆ حدیث ہے کہ ''**لاصلاة لمن یصل علی**'' (۵۸)

ترجمہ: اس کی نماز نہیں جس نے مجھ پر درود نہ پڑھا،،

مولف لکھتے یہ قاعدہ اصولیہ پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ

''**أن النفی إذا دخل علی شی ء لیس بمنفی**'' (۵۹)

ترجمہ: جب نفی کسی چیز پر داخل ہوتی ہے تو وہ منفی نہیں رہتی''

اس کے علاوہ ''**إن الأمور بمقاصدها**'' (۶۰) اصول فقہ کے مباحث میں ''حقیقت عرفیہ'' (۶۱) ''مشترک'' (۶۲) اور دیگر قواعد کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ان مثالوں سے خفاجیؒ کی اصول فقہ میں دسترس اور مہارت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ''نسیم الریاض'' میں بعض جگہوں پر ان کے قواعد کی تفصیل بیان کی اور بعض جگہوں پر ان قواعد کا اطلاق کیا۔

مصادری تنوع:

علامہ خفاجیؒ نے ''نسیم الریاض'' میں سیرت طیبہ کے متنوع موضوعات کو بیان کیا ہے ان متنوع

موضوعات کو بیان کرتے ہوئے مولف نے متنوع مصادر سے استفادہ کیا۔ سیرت طیبہ کے مصادر میں قرآن مجید کو اولیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں سیرت طیبہ کے تمام اہم واقعات خواہ ان کا تعلق غزاوات سے ہو یا نبی اکرم ﷺ کی خانگی زندگی سے، معجزات سے ہو یا عقائد سے، سیاست سے ہو یا معاشرت سے، غرض ہر ایک کی ضروری تفصیلات صراحتاً اراشارۃً دونوں طرح بیان کی گئی ہیں۔ واقعاتی تفصیلات کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں ان واقعات پر تبصرہ بھی کیا ہے جو ان واقعات کو سمجھنے اور اصل مفہوم جاننے میں مدد دیتا ہے۔ گویا نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا کوئی جز ایسا نہیں جس کے متعلق قرآن کریم میں ایک سے زائد آیات نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے "نسیم الریاض" میں سیرت طیبہ کے لئے آیات قرآنیہ سے استدلال کیا۔ مولف نے قرآن کریم کی تقریباً ۱۰۵ سورتوں کی متعدد آیات سے سیرت طیبہ یا اس سے متعلقہ مضامین کو بیان کیا۔ مئولف نے کہیں پوری سورت بیان کی اور کہیں چند آیات ذکر کی ہیں، کہیں ایک ہی آیت سے بار بار استدلال کرتے ہیں۔

علامہ خفاجیؒ نے آیات قرآنیہ کی تفسیر وتوضیح میں تقریباً چالیس کتب تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔ ان تفاسیر کے علاوہ بھی متعدد تفاسیر اور ان کے حواشی وشروحات سے بھی استدلال کیا۔ قرآن کریم کی آیات اور کتب تفاسیر کے علاوہ علوم القرآن کی تقریباً بارہ کتب سے استفادہ کیا۔

علامہ خفاجیؒ نے "نسیم الریاض" کی تالیف میں کتب حدیث کے وسیع ذخیرہ سے استفادہ کیا۔ جن میں کتب حدیث کی تمام اقسام شامل ہیں۔ علامہ خفاجیؒ نے کتب احادیث کی شروحات سے بھی استفادہ کیا جن میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ کی شروحات شامل ہیں اس کے علاوہ کتب تلخیص، تجرید، کتب الموضوعات، کتب المنتخبات، کتب تخریج، کتب احکام وفقہ الحدیث کتب ترغیب وترہیب، کتب الزہد والفضائل والأداب واخلاق، کتب المسلسلات، کتب غریب الحدیث، کتب الناسخ والمنسوخ، کتب الامالی، کتب الاجزاء، کتب الاربعون، کتب زوائد وغیرہ شامل ہیں۔ مؤلف نے روایت احادیث اور راویوں کی جانچ پڑتال کے لئے فن جرح وتعدیل اور اسماء الرجال کی کتب سے بھی استفادہ کیا۔ ان کی تعداد تقریباً پچانوے ہے۔

موئف نے قرآن کریم اور علوم حدیث کے بعد سیرت طیبہ کے لئے تیسرے بڑے اہم مصدر کتب سیرت ومغازی، کتب دلائل النبوۃ اور کتب شمائل نبویہ ﷺ سے بھرپور استفادہ کیا۔ قاضی عیاضؒ کی الشفاء کی شروحات سے بھی استدلال کیا۔ اس کے علاوہ کتب شمائل کی شروحات سے بھی موئف نے استدلال کیا ہے۔ ان کی تعداد تقریباً بتیس ہے۔

واقعات سیرت کے لئے موئف نے کتب تاریخ سے بھی استدلال کیا ہے۔جن میں تاریخ مکہ ومدینہ ،تاریخ اندلس بھی شامل ہیں انکی تعداد تقریباً اکیس ہے۔

''نسیم الریاض''میں موئف نے قسم الرابع ''وجوہات تنقیص وتوہین اور اس کے احکام شرعیہ''میں موئف نے فقہی نقطہ نگاہ سے ان مسائل کو بیان کیا جس کے لئے کتب فقہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کی روشنی میں احکام ومسائل بیان کئے ان کی تعداد تقریباً پچپن ہے۔

اس کے علاوہ علامہ خفاجیؒ نے انساب واعلام کی تقریباً بیس کتب،تصوف کی تقریباً دس کتب،لغت کی تقریباً چھبیس کتب سے استدلال کیا۔تیس کے قریب متفرق کتب بھی شامل ہیں جن سے مئولف نے استفادہ کیا۔

''نسیم الریاض'' کے ان مصادر کے جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے ''نسیم الریاض'' کے لئے متنوع مصادر سے استفادہ کیا یہ مختلف علوم کی کتب کا ایک بحرذخائر ہے جن سے مولف استفادہ کرتے ہیں ان کتب کے حوالے دینے کے لئے بھی موئف نے متنوع انداز اختیار کیا یعنی کہیں صرف کتاب کا نام ہے(۶۳) تو کہیں صرف موئف کا نام(۶۴)،کہیں دونوں کا ساتھ ذکر کیا ہے۔گویا اس سے''نسیم الریاض'' کے مصادری تنوع واضح ہوتا ہے۔

بلاغی تنوع:

''نسیم الریاض'' کے مطالعے سے اس کے بلاغی تنوع کا پتہ چلتا ہے مولف نے ایک ماہر بلاغت دان کی طرح فن بلاغت کا استعمال کیا ہے۔علامہ خفاجیؒ نے تشبیہ،استعارہ،مجاز،کنایہ،تعریض وتوریہ کی نشاندہی اور اقسام کا ذکر کیا ہے جس سے''نسیم الریاض'' کے ادبی اسلوب کا اندازہ ہوتا ہے مولف نے ماہرین بلاغت کے اقوال اور ان کی کتب سے استدلال کرتے ہوئے الفاظ کے تشبیہ یا استعارہ یا مجاز وکنایہ ہونے پر بحث کی ہے جو مؤلف کی فصاحت وبلاغت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

علامہ نے قرآن کریم،احادیث اور عام الفاظ اور عبارات کو بیان کرتے ہوئے ان میں علم البدیع کی نشاندہی کی ہے۔اس انداز کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

☆قرآن کریم کی آیت ﴿وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ ۝۲﴾ (۶۵) میں لفظ وزرک کے بارے میں لکھتے ہیں:

''الوز روالحمل و الثقل، فاستعیر للذنب استعارة مرشحة.'' (٦٦)

ترجمہ: وزراور حمل اور ثقل ہم معنی ہیں اور وزر گناہ کے معنی میں مجازاً استعمال کیا گیا ہے بطور استعارہ مترشحہ کے۔''

☆ و قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه: ''إنا کنا إذا حمی البأس.'' اس میں لفظ البأس اور حمی کی وضاحت کرتے۔

الباس: ''بالموحدة و بهمزة أو ألف وهو الشدة، و المراد به الخوف أو الحرب، و حمی بزنة علم أوقد ففیه استعارة مصرحة أو مکنیة أی أشد القتال.'' (٦٧)

البأس: ب نقطے ہمزہ کے ساتھ یا اُلف کے ساتھ اور یہ شدة کے معنی میں ہے اور اس سے مراد خوف یا جنگ ہے، اور حمی علم کے وزن پر ہے۔ اوقد کے معنی میں اور اوقد کا معنی ہے بھڑکانا پس اس میں استعارہ مصرحۃ یا مکنیۃ ہے، یعنی جنگ میں شدت آ گئی۔

☆ بخاری کی روایت ہے: ''إذا صل أحدکم إلیٰ شیء یسترهٗ، فأراد أحد أن یجتاز بین یدیه فلیدفع فی نحره، فإن أبی فلیقاتله، فإنما هو شیطان.'' اس حدیث میں هو شیطان کے بارے میں کہتے ہیں:

''استعارة تصریحیة شبهة بالشیطان فی صدور الأفعال القبیحة منه، و قیل إنه مجاز مرسل؛ لأن الشیطان سبب لما فعله.'' (٦٨)

یہ استعارہ تصریحیہ ہے شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے قبیح افعال کے صادر ہونے کی بنا پر، اور ایک قول یہ کہ مجاز مرسل ہے۔

کیونکہ ان افعال کا سبب شیطان ہے۔

☆ حدیث مبارک ہے ''الجنة تحت ظلال السیوف'' کے بارے میں کہتے ہیں:

''کنایة عن دنوا المجاهدین من الجنة حتی کأنه إذا رفع سیفه للضرب به، أو علاه سیف عن یضربه و ظهر ظلله، فالجنة تحت ذالک الظل، أو ظلال

السیوف کنایة عن القتال بھا.'' (۶۹)

یہ مجاہدین کا جنت سے قریب ہونے پر کنایہ ہے۔حتیٰ کہ جب انھوں نے اپنی تلوار اٹھائی۔ اس سے مارنے کے لیے یا ان کی سرکشی پر تلوار اٹھائی، جس سے انہیں مارے اور اس کا سایہ ظاہر ہوا، پس جنت اس کے سائے کے نیچے ہے۔ یاظلال السیوف کنایہ ہے ان سے قتال کی بنا پر۔

ان مثالوں سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے آیات، احادیث اور عام الفاظ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں تشبیہ، کنایہ، استعارات، مجاز مرسل کی بھی وضاحت کی ہے، جو مؤلف کے علم البلاغت پر مہارت کی علامت ہے۔

استنباطی تنوع:

علامہ خفاجیؒ نے واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے مختلف فیہ مصادر سے استنباط کیا ہے ان میں قرآن کریم، حدیث، سیرت، فقہ، تصوف، لغت شامل ہیں۔ مؤلف نے ہر مصدر سے مختلف جہات میں استنباط کیا ہے جیسے اگر وہ قرآن کریم سے کچھ اخذ کرتے ہیں تو صرف اس کا ایک ہی پہلو بیان نہیں کرتے بلکہ اس آیت کے مشکل الفاظ کے معنی، آیت میں خطاب کا تعین، اس آیت کی قرأت کے اختلاف کا ذکر، تفسیر القرآن بالقرآن کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر مصادر سے بھی استنباط کرتے ہیں۔ اس سے ''نسیم الریاض'' میں استنباطی تنوع ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن کریم سے استنباط کی ایک جہت کی چند امثال درج ذیل ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ﴾ (۷۰)

ترجمہ: ''ہرگز نہیں، بالیقین اس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھیں جائیں گے۔''

اس آیت کے بارے میں مؤلف کہتے ہیں کہ کاف سے اللہ کا قول مدعی عام کے لئے ہے اور یہ کفار کے لئے خاص ہے۔(۷۱)

علامہ خفاجیؒ بعض اوقات آیت کے ظاہر سے بھی استنباط کرتے ہیں۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ﴾ (۷۲)

ترجمہ: ''محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں''

حقیقت میں اس میں نفی ہے حقیقی باپ کی ۔ نبی اکرم ﷺ کو مومنین کا باپ کہنا جائز نہیں آیت کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے۔(۷۳)

☆ مؤلف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو دلالت ظاہرہ پر دلیل قرار دیتے ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ﴾ (۷۴)

ترجمہ: ''بے شک اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا۔''

مؤلف لکھتے ہیں:

"النص دل علیه دلالة ظاهرة" (۷۵)

ترجمہ: ''یہ نص دلالت ظاہرہ پر دلیل ہے۔

☆ ایسا امر جو یقینی طور پر بنقل تواتر رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو اور اس پر علی الاتصال اجماع چلا آرہا ہو اس کی تکذیب کرے جیسے جو لوگ پانچ نمازوں کے بارے میں قرآن کریم میں کوئی صریح نص نہیں ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے اس بارے میں بیان کیا۔

"انما ورد مجملاً کقوله: ﴿یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ (۷۶) وأراد بالنص الجلی ضد الخفی وهو المتواتر." (۷۷)

ترجمہ: بے شک قرآن کریم میں مجمل وارد ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ''نماز قائم کرو'' اور یہ نص صریح خفی کی ضد ہے اور یہ متواتر ہے۔

ان مثالوں سے ''نسیم الریاض'' میں استنباطی تنوع ظاہر ہوتا ہے اور علامہ خفاجیؒ کی مختلف علوم میں دسترس اور مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۵۔ معلوماتی تنوع:

''نسیم الریاض'' متنوع مباحث کے ضمن میں علامہ خفاجیؒ نے مختلف النوع معلومات بیان کی ہیں۔

مولف نے اس میں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام غرض ہر طرح کے مباحث بیان کئے پھر ان مباحث کے لئے جن مصادر سے استدلال کیا۔ ان میں بھی قرآن، حدیث، سیرت، ادب و لغت، فقہ غرض کتب کا انبار ہے جس سے استدلال کیا ہے۔ علامہ خفاجیؒ نے ان کتب کے ساتھ مصنفین کا بھی ذکر کیا ہے۔

مصنف نے راویان احادیث کا بھی تعارف بیان کیا جس میں ان کا نام، شہر اساتذہ، تلامذہ اور ان کی کتب

کا بھی ذکر کیا ہے جس کو اگر جمع کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو جائے اس کے ساتھ جن علماء کرام کی آراء بیان کیں ان کا بھی تعارف بیان کیا ہے۔

''نسیم الریاض'' میں علامہ خفاجیؒ نے اعتقادی مذاہب اور کلامی فرقوں کا بھی تعارف بیان کیا: ان میں اہلسنت والجماعت ، شیعہ، خوارج، اشاعرہ، متکلمین، فلاسفہ، معتزلہ، قدریہ، کرامیہ اور فرقہ شیعہ کے گروہوں، ملحدین کے فرقوں، منکرین رسالت کے فرقوں اور مدعیان نبوت کے فرقوں کا بھی تعارف بیان کیا۔

مصنف کو عربوں کی قدیم تاریخ، روایات اور ان کے اہم واقعات وحالات سے بھی بڑی واقفیت تھی۔ جیسے نبی اکرم ﷺ سے قبل محمد نام کے لوگوں کا تعارف (۷۸)، خانہ کعبہ کی تعمیر (۷۹) عرب کے قبائل وشعوب کا تعارف (۸۰) وغیرہ

مولف نے جن مقامات کا ذکر کیا نہ صرف ان کا تعارف بیان کیا بلکہ ان ملکوں کے سربراہان جن القاب سے معروف ہیں ان کو بھی بیان کیا جیسے نجاشی کے ذکر کے وقت باقی ملکوں کے سربراہوں کے نام بھی بیان کئے جو کہ درج ذیل ہے۔

''ملک حبشہ کے لئے نجاشی، روم کے لئے قیصر وکسری، ملک فارس کے لئے، خاقان ملک ترک کے لئے، فرعون قبط کے لئے اور عزیز مصر کیلئے اور حمیر بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ دھمی اور فغفور ملک ہند کے لئے ، زنج کے لئے غایۃً ، یونان کے لئے بطلیموس، فطیون یا صالح یا شالح یہود کے لئے، صابٔہ غرود کے لئے اور ملک یمن بھی اس کی پیروی کرتے ہیں جالوت ملک بربر کیلئے، اخشید ملک فرغانہ کیلئے اور نعمان عجم سے پہلے ملک عرب کے لئے اور جبر جیر افریقہ، شیربان ملک خلاط اور فور ملک سند کے لئے ، ملک علوی کے لئے الأصفر اور ثبیل ملک الخنز رکیلئے اور کابل ملک نوبہ کیلئے''۔(۸۱)

علامہ خفاجیؒ فارسی زبان سے بھی واقفیت رکھتے تھے اسکا اظہار ''نسیم الریاض'' میں کئی مقامات پر کیا ہے جیسے رفرف کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں۔

''والرفرف ما يسمى بالفارسية سايبان، وقيل: إنه بساط '' (۸۲)

ترجمہ: ''اور رف رف جسے فارسی زبان میں سایبان کہتے ہیں، اور ایک قول ہے کہ یہ بساط ہے۔''

مولف کو اہل کتاب اور ان کی شریعتوں سے بھی واقفیت تھی جا بجا اس کی نظیر ملتی ہے علامہؒ جب عبادت کا ذکر کرتے ہیں تو ساتھ ہی پچھلی شریعت کا طریقہ کار بھی بتاتے ہیں اسراء سے قبل نماز کی کیفیت کے بارے میں

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اسراء سے قبل نماز میں رکوع نہ تھا۔مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ﴾ (۸۳)

ترجمہ:''اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''

نماز میں رکوع خاص طور پر اس امت کے ساتھ مشروع ہے اور بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہ تھا۔پس صلاۃ سابقہ بغیر رکوع کے تھی جو قرینہ ہے امم سافلہ کی نماز کا کہ وہ رکوع سے خالی تھی۔(۸۴)

''نسیم الریاض'' کے جائزہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے سیرت طیبہ کو بیان کرتے ہوئے متنوع انداز اختیار کیا ہے۔مولانا نے مضامین کو بیان کرتے ہوئے اس میں مسائل اعتقادیہ کلامیہ کے مباحث، مسائل فقہیہ اجتہادیہ کے مباحث، اصول حدیث، اصول فقہ کے مباحث کو بھی ضمناً بیان کرتے ہیں۔علامہ خفاجیؒ نے جن مصادر ومراجع سے استدلال کیا ان میں کتب تفسیر وعلوم القرآن، کتب حدیث، کتب سیر ومغازی، کتب دلائل وشمائل، کتب تاریخ، کتب فقہ، کتب انساب واعلام، کتب تصوف، کتب لغت اور متفرق کتب شامل ہیں۔جو مصادر ومراجع کے تنوع کی علامت ہے۔علامہ نے ''نسیم الریاض'' میں تشبیہ، استعارہ، مجاز، کنایہ،تعریض توریہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا اطلاق بھی کیا ہے۔جو بلاغی تنوع کو ظاہر کرتا ہے۔واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے علامہ خفاجیؒ نے قرآن، حدیث، سیرت، فقہ،تصوف اور لغت سے استنباط کرتے ہیں۔جو استنباطی تنوع کی دلیل ہے۔''نسیم الریاض'' کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔کہ علامہ خفاجیؒ نے واقعات سیرت کے ضمن میں ''نسیم الریاض'' معلومات کا ایک ایسا بحر ہے جس میں راویوں کے حالات، مختلف فرقوں کا تعارف، منکرین وملحدین کے گروہوں کا تعارف اور دیگر معلومات کا ایک انبار شامل ہے۔گویا ''نسیم الریاض''
موضوعاتی، مصادری، بلاغی، استنباطی اور معلوماتی تنوع کا ایک عظیم الشان مظہر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد فہری علام، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، جلد نمبر ۸، بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، س۔ن، ص ۳۹۶۔۳۹۷

۲۔ المحبی، فضل اللہ بن محبّ اللہ بن المحبی، خلاصۃ الآثر، جلد نمبر ۱، بیروت: دار صادر، س۔ن، ص ۳۴۳۔۳۴۲

کارل بروکلمان، تاریخ الادب العربی، مترجم: ا۔د۔محمود فہمی حجازی، جلد نمبر ۶، موسسۃ دار الکتاب الاسلامی، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۹ھ۔۲۰۰۸م، ص ۵۵۔۵۷

۳۔ القشیری، مسلم بن حجاج، امام ابو الحسین النیشابوری، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والیسر، باب الأمداد الملائکہ فی غزوۃ بدر......، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ، ۲۰۰۷ء، حدیث نمبر ۲۸۷

الترمذی، محمد بن عیسی، سنن، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الانعام، تحقیق: بشار عواد معروف، بیروت: دار المغرب اسلامی، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر ۳۰۶۸

۴۔ الانعام: ۱۰۳

۵۔ النسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، تحقیق: یوسف علی بدوی، جلد نمبر ۱، بیروت: دار الکلم الطیب، طبعۃ الاوّلی، ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء، ص ۵۲۷؛ الرازی، فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، جلد نمبر ۱۳، بیروت: دار احیاء التراث العربی، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۲۰ھ، ص ۹۷۔۱۰۳

۶۔ الترمذی، سنن، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورۃ النجم، حدیث نمبر ۳۲۷۷

۷۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب معنی قول عز وجل ولقد راہ ۔۔۔، حدیث نمبر ۲۸۳

۸۔ خفاجیؒ، شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر، نسیم الریاض فی شرح شفاء للقاضی عیاض، تحقیق: محمد عبد القادر عطاء، جلد نمبر ۳، بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۳۲ھ۔۲۰۱۱ء، ص ۱۲۳

۹۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب معنی قول عز وجل ولقد راہ ۔۔۔، حدیث نمبر ۲۸۴

الترمذی، سنن، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورۃ النجم، حدیث نمبر ۳۲۷۹، ۳۲۸۰

۱۰۔ ایضاً، حدیث نمبر ۳۲۸۱

۱۱۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب معنی قول عز وجل ولقد راہ ۔۔۔، حدیث نمبر ۲۸۵

۱۲۔ السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، جلد نمبر ۷، بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰ء، ص ۶۴۸؛ الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن، تحقیق: احمد محمد شاکر، جلد نمبر ۲۲، مئوسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰ء، ص ۵۰۸

۱۳۔ النجم: ۱۱ ۱۴۔ ایضاً ۱۳

۱۵۔ خفاجی، نسیم الریاض فی شرح شفاء للقاضی عیاض، جلد نمبر ۳، ص ۱۲۵

۱۶۔ الترمذی، سنن، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورۃ النجم، حدیث نمبر ۳۲۸۷

۱۷۔ السمرقندی، ابولیث نصر بن محمد بن احمد، بحر العلوم، جلد نمبر ۴، م۔ن، س۔ن، ص ۳۵۹۔۳۶۰

۱۸۔ السیوطی، الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، جلدنمبر ۷، ص ۶۴۷

الرازی، مفاتیح الغیب، جلدنمبر ۱۳، ص ۹۷۔۱۰۳

۱۹۔ خفاجی، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض، جلدنمبر ۳، ص ۱۲۵

۲۰۔ الدارقطنی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد، رؤیۃ اللہ، جلدنمبر ۱، الاردن: مکتبۃ المنار، ۱۴۱۱ھ، ص ۳۰۸

۲۱۔ السیوطی، الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، جلدنمبر ۷، ص ۶۴۷۔۶۴۸

۲۲۔ خفاجی، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض، جلدنمبر ۳، ص ۱۲۵

۲۳۔ الشرح: ۱ ۲۴۔ السیوطی، الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، جلدنمبر ۷، ص ۶۴۷

۲۵۔ النسفی، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، جلدنمبر ۳، ص ۶۵۶

۲۶۔ الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلدنمبر ۱۳، ص ۹۰۔۱۰۴

۲۷۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل ابوعبداللہ، صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب واذ قال ابراھیم رب ارنی۔۔۔، دارطوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۲ھ، حدیث نمبر ۴۵۳۷

الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلدنمبر ۵، ص ۴۸۵۔۴۹۳

۲۸۔ الاعراف: ۱۴۳ ۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ خفاجیؒ، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض، جلدنمبر ۳، ص ۱۳۱۔۱۳۴

۳۱۔ ایضاً، ص ۱۳۵۔۱۳۶

۳۲۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب قول فی علیہ السلام (نورانی اراہ)، حدیث نمبر ۲۹۱

۳۳۔ ایضاً، حدیث نمبر ۲۹۲ ۳۴۔ الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلدنمبر ۲۲، ص ۵۰۵

۳۵۔ خفاجیؒ، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض، جلدنمبر ۳، ص ۱۴۴

۳۶۔ خفاجیؒ، نسیم الریاض فی شرح شفاءللقاضی عیاض، جلدنمبر ۶، ص ۳۰۰۔۳۱۰

۳۷۔ ایضاً، جلدنمبر ۵، ص ۳۳۶۔۳۵۱

۳۸۔ الھیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، کشف الاستار عن زوائدالبزار، تحقیق: حبیب الرحمٰن الاعظمی، جلد نمبر ۱، بیروت: موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء، ص ۱۳۲

۳۹ النووی، ابو زکریا محی الدین یحیی بن شرف، الاذکار، کتاب السلام والا ستئذان۔۔۔، باب فی مسائل تتفرع علی السلام تحقیق: عبدالقادرالارنووط، جلدنمبر ۱، بیروت لبنان: دارالفکر للطباعۃ، ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء، ص ۲۶۲

۴۰۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلدنمبر ۴، ص ۷

۴۱۔ أبویعلی، احمد بن علی الموصلی، المسند، تحقیق: حسین سلیم اسد، جلدنمبر ۷، دمشق: م۔ن، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۸۴ء، ص ۲۵۸، حدیث نمبر ۴۲۶۸

البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی، جلدنمبر ۵، بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ء، ص ۲۵۶، ۲۴۶

۴۲۔ السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، خصائص الکبری، جلدنمبر ۲، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ص ۱۶۸

۴۳۔ ابو یعلی الموصلی، المسند، جلد نمبر ۷، ص ۲۵۸، حدیث نمبر ۴۲۶۸

۴۴۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۲، ص ۵۱۔۵۴

۴۵۔ ایضاً، جلد نمبر ۱، ص ۷۵۔۷۶ ۴۶۔ ایضاً، جلد نمبر ۲، ص ۳۲۵

۴۷۔ سیوطیؒ، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور فی تفسیر الماثور، جلد نمبر ۶، ص ۶۵۴

۴۸۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۵، ص ۶۵

۴۹۔ نسائیؒ، أبو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب، سنن، تحقیق: عبد الفتاح أبو عزۃ، کتاب السھو، باب اسلام علی النبی ﷺ، حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء، حدیث نمبر ۱۲۸۲ ۵۰۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۵، ص ۸۰

۵۱۔ السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن الأشعث، سنن، کتاب الأقضیہ، باب فی قضاء القاضی اذا أخطا، بیروت لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، حدیث نمبر ۳۵۸۵

۵۲۔ النجم: ۳،۴ ۵۳۔ الحشر: ۲

۵۴۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والیسر، باب الأمداد الملائکہ فی غزوۃ بدر......، حدیث نمبر ۱۷۶۳

۵۵۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۵، ص ۲۲۰۔۲۲۱

۵۶۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۴، ص ۴۷۵ ۵۷۔ ایضاً، جلد نمبر ۳، ص ۱۷

۵۸۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابوعبداللہ، سنن، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی التسمیۃ فی الوضوء، دار احیاء الکتب العربیہ، س۔ن، حدیث نمبر ۴۰۰ ۵۹۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۵، ص ۱۶

۶۰۔ ایضاً، جلد نمبر ۶، ص ۱۲۲ ۶۱۔ ایضاً، جلد نمبر ۳، ص ۳۹۳

۶۲۔ ایضاً، ص ۱۳۲ ۶۳۔ ایضاً، جلد نمبر ۱، ص ۲۷۲، جلد نمبر ۲، ص ۱۱، جلد نمبر ۳، ص ۴

۶۴۔ ایضاً، جلد نمبر ۳، ص ۴۵، جلد نمبر ۴، ص ۶۴، ۱۹۵، ۳۸۸، ۵۳۷

۶۵۔ الم نشرح: ۲ ۶۶۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۵، ص ۳۸۰

۶۷۔ ایضاً، جلد نمبر ۲، ص ۳۰۱ ۶۸۔ ایضاً، جلد نمبر ۵، ص ۲۴۸

۶۹۔ ایضاً، ص ۱۲۵ ۷۰۔ المطففین: ۱۵

۷۱۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۳، ص ۹۵ ۷۲۔ الاحزاب: ۴۰

۷۳۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۲، ص ۳۱۹ ۷۴۔ النساء: ۴۸

۷۵۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۵، ص ۳۴۰ ۷۶۔ ابراہیم: ۳۱

۷۷۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۶، ص ۳۶۴ ۷۸۔ ایضاً، جلد نمبر ۴، ص ۲۴۸۔۲۵۰

۷۹۔ ایضاً، جلد نمبر ۲، ص ۳۷۷ ۸۰۔ ایضاً، جلد نمبر ۳، ص ۷۔۸

۸۱۔ ایضاً، جلد نمبر ۲، ص ۵۱ ۸۲۔ ایضاً، جلد نمبر ۳، ص ۵۳

۸۳۔ البقرہ: ۴۳ ۸۴۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض، جلد نمبر ۱، ص ۳۷۰